Darul Iftaa
Madrasah Ariful Uloom
ST-11,Metrovil-3,Block"1" Scheme "33"Gulzar-e-Hijri Karachi
www.arifululoom.com
arifululoom1990@gmail.com
www.facebook.com/madarsarifuloom
Contact No 0322-6444659 0333-6444659
MADARSA ARIF UL ULOOM
دارالافتاء
مدرسہ عارف العلوم رجسٹرڈ کراچی پاکستان
ایس ٹی-۱۱ میٹرو ول ۳ اسکیم ۳۳ گلزار ہجری کراچی
رابطہ نمبر 0322-6444659 0333-6444659

سوال: مفتیان کرام سے ایک سوال یہ پوچھنا ہے کہ بچے کو تادیبا مارنا جائز ہے یا نہیں، اگر تادیبا مارنا جائز ہے تو پھر اس کے مارنے کی قوت کی کوئی حد بندی ہے یا نہیں کیونکہ دیکھنا یہ آیا ہے کہ اداروں کے اندر جب بچوں کو مارا جاتا ہے تو اتنی آواز آتی ہے کہ پوری کلاس گونج جاتی ہے اور ماں باپ بھی بعض ان چیزوں کی اجازت دیتے ہیں کیا بچوں کو اس قدر بری طرح سے مارنا جائز ہے جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی کسی بچے کو نہیں مارا، شرعی لحاظ سے میرے مسئلے کا جواب دیں۔

الجواب حامداو مصلیاو مصلیا

تعلیم وتربیت کی غرض سے نابالغ بچوں کو انکے اولیاء کی اجازت سے مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ مارنا جائز ہے: مارنے کا اثر جسم پر ظاہر نہ ہو اور ایک مرتبہ میں تین چپیٹ سے زیادہ نہ مارا جائے، لکڑی سے نہ مارا جائے، بچے کے تحمل و استطاعت سے زیادہ نہ مارا جائے، سر اور چہرہ پر نہ مارا جائے۔

جو شخص ان مذکورہ بالا حدود سے تجاوز کرکے بچوں کو اتنا زور سے مارے کہ مارنے کی آواز پوری کلاس میں گونج جائے یا اتنا زور سے مارا کہ بچے کے جسم پر نشان ظاہر ہو گیا یا اس کی ہڈی ٹوٹ گئی، یا اسکو لکڑی سے مارا، یا ایک ساتھ تین مرتبہ سے زیادہ چپیٹ ماردیں تو یہ ظلم وزیادتی ہے جو کسی صورت جائز نہیں (والدین یا اولیاء ایسی مار کی اجازت بھی دے دیں تب بھی ایسی پٹائی کرنا معلم کے لئے جائز نہیں)، ایسے شخص سے کل قیامت میں قصاص لیا جائے گا، اور یہ عند اللہ مجرم ہو گا۔

الدر المختار مع رد المحتار میں ہے:

(وَإِنْ وَجَبَ ضَرْبُ ابْنِ عَشْرٍ عَلَيْهَا بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ) لِحَدِيثِ «مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعٍ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ»

(قَوْلُهُ: بِيَدٍ) أَيْ وَلَا يُجَاوِزُ الثَّلَاثَ، وَكَذَلِكَ الْمُعَلِّمُ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُجَاوِزَهَا «قَالَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - لِمِرْدَاسٍ الْمُعَلِّمِ إيَّاكَ أَنْ تَضْرِبَ فَوْقَ الثَّلَاثِ، فَإِنَّك إذَا ضَرَبْت فَوْقَ الثَّلَاثِ اقْتَصَّ اللَّهُ مِنْك» اهـ إسْمَاعِيلُ عَنْ أَحْكَامِ الصِّغَارِ للأستروشني، وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَا يُضْرَبُ بِالْعَصَا فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ أَيْضًا.

دارالافتاء مدرسہ عارف العلوم رجسٹرڈ ایس ٹی ۱۱، میٹرو ول ۳، اسکیم ۳۳ گلشن اقبال، کراچی

(قَوْلُهُ: لَا بِخَشَبَةٍ) أَيْ عَصًا. وَمُقْتَضَى قَوْلِهِ بِيَدٍ أَنْ يُرَادَ بِالْخَشَبَةِ مَا هُوَ الْأَعَمُّ مِنْهَا وَمِنَ السَّوْطِ أَفَادَهُ ط.
(قَوْلُهُ: لِحَدِيثٍ إلَخْ) اسْتِدْلَالٌ عَلَى الضَّرْبِ الْمُطْلَقِ، وَأَمَّا كَوْنُهُ لَا بِخَشَبَةٍ فَلِأَنَّ الضَّرْبَ بِهَا وَرَدَ فِي جِنَايَةِ الْمُكَلَّفِ. اهـ ح وَتَمَامُهُ

(کتاب الصلوۃ 1/352 ط سعید)

(قَوْلُهُ وَالْأَبُ يَأْمُرُ) جُمْلَةٌ حَالِيَّةٌ أَيْ لَا يَجُوزُ ضَرْبُ وَلَدِ الْحُرِّ بِأَمْرِ أَبِيهِ، أَمَّا الْمُعَلِّمُ فَلَهُ ضَرْبُهُ لِأَنَّ الْمَأْمُورَ يَضْرِبُهُ نِيَابَةً عَنْ الْأَبِ لِمَصْلَحَتِهِ، وَالْمُعَلِّمُ يَضْرِبُهُ بِحُكْمِ الْمِلْكِ بِتَمْلِيكِ أَبِيهِ لِمَصْلَحَةِ التَّعْلِيمِ، وَقَيَّدَهُ الطَّرَسُوسِيُّ بِأَنْ يَكُونَ بِغَيْرِ آلَةٍ جَارِحَةٍ، وَبِأَنْ لَا يَزِيدَ عَلَى ثَلَاثِ ضَرَبَاتٍ وَرَدَّهُ النَّاظِمُ بِأَنَّهُ لَا وَجْهَ لَهُ، وَيَحْتَاجُ إلَى نَقْلٍ وَأَقَرَّهُ الشَّارِحُ قَالَ الشُّرُنْبُلَالِيُّ: وَالنَّقْلُ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ يَضْرِبُ الصَّغِيرَ بِالْيَدِ لَا بِالْخَشَبَةِ، وَلَا يَزِيدُ عَلَى ثَلَاثِ ضَرَبَاتٍ وَنَقَلَ الشَّارِحُ عَنْ النَّاظِمِ أَنَّهُ قَالَ: يَنْبَغِي أَنْ يُسْتَثْنَى مِنَ الْأَحْرَارِ الْقَاضِي، فَإِنَّهُ لَوْ أَمَرَهُ بِضَرْبِ ابْنِهِ جَازَ لَهُ أَنْ يَضْرِبَهُ بَلْ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ لَا يَقْبَلَ اهـ وَقَيَّدَهُ الشُّرُنْبُلَالِيُّ بِكَوْنِ الْقَاضِي عَادِلًا، وَبِمُشَاهَدَةِ الْحُجَّةِ الْمُلْزِمَةِ قَالَ: وَلَا يَعْتَمِدُ عَلَى مُجَرَّدِ أَمْرِ الْقَاضِي الْآنَ

(کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع 6/430 ط سعید)

فتاوی محمودیہ میں ہے:

سوال:۔ بچوں کو جو حضرات تعلیم دیتے ہیں، وہ ان کو مارتے بھی ہیں، مر غا بناتے ہیں تو اس میں کس قدر گنجائش ہے، اور اگر کسی کو مارا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بے خطا ہے، تو کیا صورت تلافی کی ہے؟

الجواب: بچوں کے اولیاء کی اجازت سے بضرورت تعلیم مارنا سزا دینا شرعاً درست ہے، مگر بچوں کے تحمل سے زائد نہیں، ایک دفعہ تین ضربات سے زیادہ نہ مارے لکڑی وغیرہ سے نہ مارے۔

سوال:۔ استاذ اپنے شاگرد کو کتنا مار سکتا ہے؟ کیا شریعت نے اس کی کوئی حد مقرر کی ہے، ایک مولوی صاحب فرمارہے تھے کہ استاذ اپنے شاگرد کو تین چھڑی سے زائد نہیں مار سکتا، اگر مارا تو یہ ظلم ہو گا، احقر کہتا ہے کہ اگر طالبعلم تین چھڑی کھانے کے باوجود سبق یاد نہ کرتا ہو، شرارت سے باز نہ آتا ہو، تو اس صورت میں استاذ اگر اپنے شاگرد کو نیک نیتی سے اور اس کی خیر خواہی کی خاطر اور اس کی اصلاح کی خاطر اور اس کو سبق یاد ہونے کی خاطر اور طالبعلم اپنی شرارت سے باز آنے کی خاطر اپنے شاگرد کو تین چھڑی سے زائد مارے تو کیا یہ جور وظلم ہو گا، اور عند اللہ ظالم ہو گا؟

دار الافتاء
مدرسہ معارف العلوم (ٹرسٹ)
ایس بی 11، میٹرو ویل 2، اسکیم 33
گلشن اقبال، کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً چھوٹے بچوں کو بغیر چھڑی وغیرہ کے صرف ہاتھ سے وہ بھی انکے تحمل کے موافق تین چپت تک مار سکتاہے، وہ بھی سر اور چہرہ کو چھوڑ کر یعنی گردن اور کمر پر، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، ورنہ بچہ قیامت میں قصاص لیں گے، بچوں پر شفقت اور نرمی کی جائے، اب پیٹنے کا دور تقریباً ختم ہو گیا، اس کے اثرات اچھے نہیں ہوتے، بچے بے حیا اور نڈر ہو جاتے ہیں، مار کھانے کے عادی ہو کر یاد نہیں کرتے، بلکہ اکثر تو پڑھنا ہی چھوڑ دیتے ہیں، شامی میں یہ مسئلہ مذکور ہے، اس سلسلہ میں حدیث بھی نقل کی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(کتاب الحدود والقصاص والشہادۃ14 /129، 127ط فاروقیہ)

شیخ الاسلام حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب اپنے مواعظ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ استاد کے لئے یا ماں باپ کے لئے بچے کو اس حد تک مارنا جائز ہے، جس سے بچے کے جسم پر مار کا نشان نہ پڑے۔ آج کل یہ جو بے تحاشہ مارنے کی ریت ہے یہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ ہمارے یہاں قرآن کریم کے مکتبوں میں مار پٹائی کا رواج ہے اور بعض اوقات اس مار پٹائی میں خون نکل آتا ہے، زخم ہو جاتا ہے یا نشان پڑ جاتا ہے یہ عمل اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس گناہ کی معافی کی کیا شکل ہو گی؟ اس لئے کہ اس گناہ کی معافی کس سے مانگے؟ اگر اس بچے سے مانگے تو وہ نابالغ بچہ معاف کرنے کا اہل نہیں ہے اس لئے کہ اگر نابالغ بچہ معاف بھی کر دے تو شرعاً اس کی معافی کا اعتبار نہیں اس لئے حضرت والا فرمایا کرتے تھے اس کی معافی کا کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آتا، اتنا خطرناک گناہ ہے۔ اس لئے استاد اور ماں باپ کو چاہئے کہ وہ بچے کو اس طرح نہ ماریں کہ اس سے زخم ہو جائے یا نشان پڑ جائے۔ البتہ ضرورت کے تحت جہاں مارنا ناگزیر ہو جائے صرف اس وقت مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس کے لئے حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہٗ نے ایک عجیب نسخہ بتایا ہے اور ایسا نسخہ وہی بتا سکتے تھے، یاد رکھنے کا ہے، فرماتے تھے کہ جب کبھی اولاد کو مارنے کی ضرورت محسوس ہو، یا اس پر غصہ کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو جس وقت غصہ آرہا ہو اس وقت نہ مارو بلکہ بعد میں جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس وقت مصنوعی غصہ پیدا کر کے مار لو اس لئے کہ جس وقت طبعی غصہ کے وقت اگر مارو گے یا غصہ کرو گے تو پھر حد پر قائم نہیں رہو گے، بلکہ حد سے تجاوز کر جاؤ گے، اور چونکہ ضرورتاً مارنا ہے اس لئے مصنوعی غصہ پیدا کر کے پھر مار لو، تاکہ اصل مقصد بھی حاصل ہو جائے اور حد سے گزرنا بھی نہ پڑے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ساری عمر اس پر عمل کیا کہ طبعی غصے کے وقت نہ کسی کو مارا اور نہ ڈانٹا۔ پھر جب غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تو اس کو بلا کر مصنوعی قسم کا غصہ پیدا کر کے وہ مقصد حاصل کر لیتا۔ تاکہ حدود سے تجاوز نہ ہو جائے۔ کیونکہ غصہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس میں انسان اکثر و بیشتر حد پر قائم نہیں رہتا۔ اسی لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ایک اصول بیان فرمایا

دارالافتاء
مدرسہ عارف العلوم ٹرسٹ
ایس بی ۱۱، میٹرو ول ۲، اسکیم ۳۳
گلشن اقبال، کراچی

کرتے تھے۔ جو اگرچہ کلی اصول تو نہیں ہے، اس لئے کہ حالات مختلف بھی ہوسکتے ہیں لیکن اکثر و بیشتر اس اصول پر عمل کیا جاسکتا ہے کہ جس وقت کوئی شخص غلط کام کر رہا ہو، ٹھیک اس وقت میں اس کو سزا دینا مناسب نہیں ہوتا بلکہ وقت پر ٹوکنے سے بعض اوقات نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے بعد میں اس کو سمجھا دو، یا سزا دینی ہو تو سزا دیدو۔ دوسرے یہ کہ ہر ہر کام پر بار بار ٹوکتے رہنا بھی ٹھیک نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک مرتبہ بٹھا کر سمجھا دو کہ فلاں وقت تم نے یہ غلط کام کیا، فلاں وقت یہ غلط کیا اور پھر ایک مرتبہ جو سزا دینی ہے دیدو۔ واقعہ یہ ہے کہ غصہ ہر انسان کی جبلت میں داخل ہے، اور یہ ایسا جذبہ ہے کہ جب ایک مرتبہ شروع ہو جائے تو بعض اوقات انسان اس میں بے قابو ہو جاتا ہے اور پھر حدود پر قائم رہنا ممکن نہیں رہتا، اس لئے اس کا بہترین علاج وہی ہے جو ہمارے حضرت تھانوی قدس اللہ سرہٗ نے تجویز فرمایا۔ بہر حال! اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر ضرورت محسوس ہو تو کبھی کبھی مارنا بھی چاہئے، آج کل اس میں افراط و تفریط ہے، اگر ماریں گے تو حد سے گزر جائیں گے، یا پھر بالکل مارنا چھوڑ دیا ہے، اور یہ سمجھتے ہیں کہ بچے کو کبھی نہیں مارنا چاہئے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں وہ افراط ہے اور یہ تفریط ہے، اعتدال کا راستہ وہ ہے جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمادیا ہے۔

(اصلاحی خطبات، اَولاد کی اصلاح و تربیت، بچوں کی مارنے کی حد 4/47،46،45 ط میمن اسلامک پبلشرز)

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

دارالافتاء مدرسہ عارف العلوم کراچی

7 دسمبر 2019ء/9 ربیع الثانی 1441 ھ

فتویٰ نمبر:3

دارالافتاء
مدرسہ عارف العلوم (ٹرسٹ)
ایس ٹی ۱۱، میٹرو ول ۳، اسکیم ۳۳
گلشن اقبال، کراچی